اداریہ:

اسلام اور انسان

اسلامی تقویم میں ماہ رجب المرجب کو غیر معمولی عظمت وفضیلت حاصل ہے۔ یہ مولائے متقیان حضرت علی بن ابیطالب (ع) کی ولادت، پیغمبرؐ کی حفاظت کی راہ میں ناقابل فراموش قربانیاں پیش کرنے والے ابو طالب کی رحلت اور پیغمبرؐ عظیم الشان کی بعثت کا مہینہ ہے اور اس مہینے کی عظمت وفضیلت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ پیغمبر اکرمؐ نے اس مہینے کو اپنی ذات سے وابستہ کر رکھا ہے اور یہ رسول اللہ کا مہینہ ہے لہذا یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس منجی بشریت اور اس کے وصی وجانشین کا تذکرہ کیا جائے جو یقیناً ایک بہترین تذکرہ اور خالق کائنات کی زبان میں عظیم اسوۂ حسنہ ہے۔

درحقیقت پیغمبر اکرمؐ دو اہم خصوصیات کے حامل تھے۔ ان کی پہلی خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے قرآن کی صورت میں خداوند عالم کے الٰہی پیغام کو دنیا والوں تک پہونچایا۔ انہوں نے اعلان فرمایا کہ "میں خدا کا پیغمبر ہوں اور تم لوگوں کے درمیان اس کا پیغام لیکر آیا ہوں"۔ لوگوں نے ان کی بات پر یقین کرلیا۔ لیکن غور طلب بات تو یہ ہے کہ لوگوں نے کیسے یقین کرلیا؟ وہ کونسی چیز ہے جس کی وجہ سے لوگوں میں یہ اعتقاد واعتماد پیدا ہوگیا کہ پیغمبر جو خبر دے رہے ہیں وہ درست ہے۔ واضح رہے کہ اس عوامی اعتماد کے پیچھے خود پیغمبر عظیم الشان کی ذات اور ان کے وجود مبارک کے علاوہ اور کچھ نہ تھا۔ پیغمبرؐ نے فرمایا اے لوگو! اگر میں تم لوگوں سے یہ کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے کچھ لوگ موجود ہیں تو تم یقین کرلوگے؟ لوگوں نے جواب دیتے ہوئے کہا: ہاں اے محمد! بالکل یقین کرلیں گے کیونکہ تم

صادق وامین ہو پیغمبرؐ نے کہا میں خدا کا رسول ہوں اور اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔ حضرت خدیجہ(س) اور حضرت علیؑ نے آگے بڑھ کر ان کے اس قول کی تائید کردی۔ پتہ چلا کہ پیغمبرؐ کا وجود قرآن کے کلام الٰہی ہونے کی ضمانت ہے۔ لوگوں پر پیغمبر کی صداقت وامانت کا ایسا گہرا اور اٹوٹ اثر تھا کہ انہوں نے کہا اور لوگوں نے ان کی بات فوراً تسلیم کرلی۔

پیغمبر اکرمؐ کی دوسری اہم خصوصیت یہ تھی کہ وہ شرح صدر کے حامل تھے یعنی پوشیدہ اور آشکار دونوں باتوں سے بخوبی آگاہ تھے اور پوشیدہ وظاہر دونوں سے آگاہ رہتے ہوئے لوگوں کے ساتھ پیغمبر کے برتاؤ کا تعین یقیناً ایک دشوار امر ہے۔ اگر کوئی مالدار محتاجی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مالی امداد طلب کرے تو ایسی صورت میں پیغمبرؐ کا برتاؤ کیا ہونا چاہئے۔ قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے اے رسول! آپ کے اخلاق حسنہ کی وجہ سے لوگ آپ کے اردگرد جمع ہوجائیں گے چنانچہ پیغمبر کا حسن اخلاق دنیا کے تمام مسلمانوں کے لئے اسوۂ حسنہ بن گیا۔

جی ہاں! سیرت پیغمبرؐ ہر مسلمان کے لئے اسوہ حسنہ ہے اور ہم لوگوں کو ان کی سیرت کو نمونہ عمل قرار دینا ہے۔ اس پیروی کی ایک شکل تو یہ ہے کہ پیغمبرؐ چودہ سو برس قبل اس دنیا میں تشریف لائے اور ۶۳ سال تک اس دنیا میں زندگی بسر کرنے کے بعد یہاں سے رخصت ہوگئے۔ وہ ہم لوگوں کے درمیان دو عظیم وگرانقدر چیزیں چھوڑ گئے قرآن مجید اور اپنی سیرت کا عملی نمونہ یعنی اپنے اہلبیت اطہار علیہم السلام۔ اب یہ فیصلہ ہم لوگوں کو کرنا ہے کہ ہم ان دونوں کی ایسی پیروی کریں کہ خداوند عالم کی رضا وخوشنودی حاصل ہوجائے اور اس خوشنودی الٰہی کے نتیجے میں خداوند عالم ہمیں بہشت کی دولت سے مالامال کردے اور خداوند عالم نے ایک صاحب عقیدہ مسلمان کے لئے جن نعمتوں کا وعدہ فرمایا ہے وہ ہمیں حاصل ہوجائے اور اس میں پیغمبر کا موجود ہونا لازمی نہیں ہے بلکہ معاملہ ہمارے اور ہمارے پروردگار کے درمیان ہے ہم خداوند عالم کی عبادت کرتے ہیں تاکہ وہ ہمیں بہشت عطا کردے۔ دوسری عبارت میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ ہمارے عمل ومعاملہ کا مرکز قرآن کریم کے احکام ہیں۔

مسلمان ہونے کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ عالمانہ انداز میں مکمل دلیل و منطق کے ساتھ ہم لوگ اسلامی احکام کی مکمل معرفت کے ساتھ اس کی پیروی کریں۔ غور و فکر سے کام لینے کی ضرورت ہے کہ ہم جھوٹ کیوں نہ بولیں؟ حلال رزق کیوں کھائیں؟ اور حرام چیزوں سے پرہیز کیوں اختیار کریں؟ دوسرے لفظوں میں عالمانہ واقفیت کے ساتھ عالمانہ عمل و پیروی کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ہم عالمانہ اور آگاہانہ مسلمان کی حیثیت سے زندگی بسر کرسکیں اور اس طریقۂ کار میں بھی پیغمبر کی موجودگی لازمی نہیں ہے لیکن ان طریقوں کے علاوہ مسلمان ہونے کا ایک تیسرا طریقہ بھی ہے جس کے لئے پیغمبر اکرمؐ کی طرف توجہ لازمی ہے اور یہ طریقہ عشق و عرفان کا طریقہ ہے جس میں مرشد کی حیثیت سے انسان خداوند عالم کی عظیم الشان مخلوق یعنی ذات رسول اکرمؐ کا نیازمند ہے اور ان کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر ان سے اپنی بیعت کا اعلان کرتا ہے۔ درحقیقت یہ انتہائی دشوار اور غیر معمولی مشکل کام ہے۔ تصور کیجئے کہ آپ بارگاہ رسالتؐ میں کھڑے ہوئے ہیں۔ آپ ان سے کیا کہنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ ان سے کچھ کہنا چاہتے ہیں اور ان کے ساتھ محبت کا اظہار کرنا چاہتے ہیں تو ان سے ہماری رفاقت و دوستی کا تقاضہ یہ ہے کہ ہمارے اور پیغمبر کے درمیان کوئی چیز قدر مشترک ہو۔ آپ پیغمبر کے ہاتھوں میں اپنا ہاتھ دینا اور ان کی بیعت کرنا چاہتے ہیں اور ان کے ہمراہ معراج پر جاکر خدا کی قربت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ کیا آپ نے کبھی یہ غور کیا ہے کہ اس راہ میں آپ کتنی دور تک ان کا ساتھ دے سکیں گے؟! دوسری طرف ہم لوگوں کو اس حقیقت کا بخوبی علم ہے کہ پیغمبر اکرمؐ اور ائمہ معصومین علیہم السلام اذن الٰہی سے لوگوں کے دلوں میں چھپی ہوئی باتوں کو جان لیتے ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ ہم لوگوں کے درمیان ایسے کتنے لوگ موجود ہیں جو امام مہدی آخر الزماں (عج)، مولای متقیان حضرت علی علیہ السلام اور پیغمبر اکرمؐ کی نگاہوں کی تاب لاسکیں گے۔

واضح رہے کہ کسی مذہب یا مکتب فکر کی شناخت کے دو طریقے ہوتے ہیں۔ پہلا

طریقہ یہ ہوتا ہے کہ مطلوبہ مذہب ومکتب فکر کی کتاب یا اس کے بارے میں موجود ادب کا بھرپور مطالعہ کیا جائے اور دوسرا طریقہ ان افراد کی طرف رجوع کرنا جن کے اعمال نے یہ ثابت کردیا کہ اس مذہب کی تعلیمات پر عمل کیا جاسکتا ہے اور مذہب اسلام میں ایسی نمونہ عمل شخصیت کا نام علی بن ابی طالب علیہ السلام ہے۔ مذہب اسلام میں انسان ایک خدا طلب مخلوق کا نام ہے اور اس مذہب سے وابستہ ہر انسان خدا طلب اور منزل کمال کی طرف گامزن ہے۔ اس مذہب میں انسان انفرادی اور اجتماعی دونوں قسم کی ذمہ داریوں کا حامل ہے۔ مذہب اسلام میں ایسے انسان کی صفات سے آگاہی حاصل کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ مصر کے گورنر مالک اشتر کے نام امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے اس تاریخ ساز فرمان کا مطالعہ کیا جائے جس میں انھوں نے معاشرہ میں موجود ہر طبقے کے لوگوں کے حقوق کی اہمیت کی طرف واضح اشارہ کیا ہے۔ چنانچہ اسلامی معاشرہ میں غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے۔ اے مالک! ”تمہاری مملکت میں دو طرح کے لوگ ہیں ان میں سے ایک تمہارے ایمانی بھائی ہیں اور دوسرے تمہارے انسانی بھائی ہیں۔ جن سے خطا وغلطی کا امکان بھی ہے۔ پس تم انھیں اسی طرح معاف کردینا جس طرح تم چاہتے ہو کہ تمہارا رب تمہاری خطاؤں کو معاف کردے۔“

امیر المومنین حضرت علیؑ نے اس فرمان میں عدالت کو دوسری اہم صفت قرار دیتے ہوئے سماجی، اقتصادی سیاسی، انفرادی اور طبقاتی عدالت اور اس کی افادیت پر سیر حاصل بحث کی ہے اور یہ بیان فرمایا ہے کہ عدالت کا بنیادی نتیجہ نورانی معاشرہ کی تخلیق ہے۔ ایسا معاشرہ جس میں زندگی بسر کرنے والوں کو ظلم ودہشت گردی کا کوئی خطرہ نہیں ہے بلکہ ہر انسان کے حقوق کا خیال رکھتے ہوئے سیدھے راستہ پر منزل مقصود کی طرف گامزن دکھائی دیتا ہے۔ اور یہی راہ مستقیم درحقیقت ”راہ اسلام“ ہے۔

☆☆☆☆